نور العرفان

Noor ul Irfan

کتاب کا نام	حامی رسالت محسن اسلام سیدنا ابي طالب رضي الله عنہ
مرتب و اہتمام	ڈاکٹر معین
مترجم و نظر ثانی	علامہ عامر و ڈاکٹر معین
کمپوزنگ	نوجوان گبول
ٹائٹیل سرورق کی ڑایزینگ	سیدہ سمیرا جیلانی

نور العرفان

Noor ul Irfan

رابط کے لیے

Noorulirfan92@gmail.com

رابطے کے لیے

واٹس ایپ

+16474878200

فہرست

مقدمہ

گزشتہ چند سالوں سے سے مختلف موضوعات پر اختلاف کی وجہ سے مسلمانوں میں آپس میں نزاع ،لڑائی جھگڑا ،فتنہ وفساد کا ماحول ہے جس کی وجہ سے نفرت کا بازار گرم ہے اور کفر، طاغوتی قوتیں کو فائدہ ہورہا ہے ۔بعض اوقات دونوں جانبین کی تحریری صرف سرسری طور پر پڑھ کراور دیکھ کر تکلیف وافسوس ہوتا ہے کہ کس طرح دین کا مذاق بنایا جارہا ہے دین کی سمجھ بوجھ، خدا کی معرفت باطن کی پاکیزگی آخرت کی تیاری کے بجائے دیگر معاملات میں الجھا کر شر کی قوتوں کو خوش کیا جارہا ہے۔ بہت سے ایسے موضوعات ہیں ان میں سے ایک موضوع ایمان ابی طالب کا ہے بدقسمتی سے جن کو اپنے ایمان کی بھی خبر نہیں ان کو بھی مسئلہ رہتا ہے ۔اور انکو ہم یہی کہتے ہیں کہ اپنے ایمان کی فکر کریں ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں یہی بات مدنظر رکھتے تو بہت تھا احترام کرتے مگر ۔۔معاملہ یہ ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے بابا جو ہیں بس یہی تعصب کی وجہ بھی ہے جو صرف بعض لوگوں کو تکلیف دے رہی ہے دیگر کا معاملہ جدا ہے۔صرف اگر ادب کرتے تو فیض پاتے مگر افسوس ۔مگر ایک اور پہلو بھی ہے کہ جانبین اس معاملے کو بنیاد بنا کر ایک دوسرے کی تکفیر تک کی نوبت پہنچ چکی ہے ۔اور شدت پسندی عروج پر ہے۔

بے ادبی، گستاخی، تکفیر، شدت پسندی اور بعض اوقات زبان ایسی استعمال ہوتی ہے جس سے شدید تکلیف ورنج ہوتا ہے ۔اگر کوئی ایمان کا قائل نہیں تو اس پر کوئی زور زبردستی نہیں مگر ان لوگوں کو سرکار نبی کریم ﷺ کے نسبی رشتے اور انکی خدمات کا یقیناً احترام تو ہونا چاہیئے ۔مگر افسوس ۔۔

پچھلے سال مرکزی مجلس رضا لاہور کی تحریر پڑھ کر افسوس ہوا۔حالانکہ یہ اکابرین کا ادارہ تھا جس پر ناصبی مزاج گنڈے قابض اور اپنے باطل نظریات کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔اور نام اعلیٰ حضرت

علیہ الرحمہ کا استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اپنے عالم داتہ جی کے دفاع میں سرکار کے رشتے کا احترام بھی نہیں رکھا، اور کتاب میں بے ادبی اور گستاخانہ لہجہ استعمال کیا جو کے قابل مذمت ہے، یہی رویہ اگر دوسری طرف سے بھی ہوگا تو ہم اسکی مذمت کرینگے۔

گزشتہ چند سالوں سے اہلسنت میں ایسے لوگ گھس آئے ہیں اور پیدا ہو چکے ہیں جو کہ ناصبیت کے جراثیم رکھتے ہیں اور ناصبیت کے شر کی وجہ سے اہلبیت اطہار پر جو مستقل حملے کیے جا رہے ہیں جن میں اہلبیت اطہار کی جو تنقیص کی جا رہی ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

جو عدم ایمان کے قائل ہیں وہ اپنے مخالف کی قدر و احترام بھی نہیں کرنا چا رہے ہیں اور جو قائل ہیں وہ بھی بعض اوقات سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں جو کہ درست فعل نہیں، دونوں طرف آ گ برابر لگی ہوئی۔

آخر مسئلہ کیا ہے اور اس کا حل کیسے ممکن ہے

ایمان ابی طالب میں اختلاف کی وجوہات اور اختلافی اقوال ونظریات پر نظر۔۔ بنیادی طور پر اس حوالے سے تین نظریات ہیں۔ ایمان، عدم ایمان، سکوت ہم تفصیل سے ذیلی اقوال کو بھی دیکھتے ہیں

سب سے پہلے ہم اقوال ونظریات پھر وجوہات کو دیکھتے ہیں

1 ایمان کے قائلین

ا) دلائل کثیرہ کے ساتھ یقین رکھنے والے

ب) کہتے ہیں ایک بھی کافی ہے جو ہمارے پاس ہے

پ) شان وعظمت سرکار کی وجہ سے عدم ایمان ناممکن ہے، سرکار کی خدمت کی، غلامی کا حق ادا کیا

2 عدم قائلین

ا)انکی عظمت اپنی جگہ مگرایمان نہیں لائے

ب)نسبی تعلق کی وجہ سے خدمت کی مگرایمان نہیں لائے مگر یہ لوگ ادب کرتے وقت پاس نہیں رکھتے اس نسبت کا

پ)روایات اورقرآنی آیت کا شان نزول

ت)ناصبیت کا شر

3 بعد حیات زندہ کیا گیااورایمان لائے

4 آپ نے اپنے ایمان کومخفی رکھااورسرکارکی خدمت واسکے پیچھے حکمت تھی

5 سکوت کرنے والے مگردوسروں کے کلام پراعتراض نہیں۔

6 سکوت بھی کرتے ہیں اوردوسروں کوبھی سکوت کا مشورہ بھی دیتے ہیں۔

7 کینفیوزلوگ،جوکوئی فیصلہ نہیں کرسکیں

8 ملت ابراہیم عبدالمطلب پرتھے۔

9 شفاعت بروزقیامت کایقین رکھتے ہیں۔

10 والدین مصطفیٰ کی طرح ایمان ابی طالب کا معاملہ ہے جوعلماء پرمخفی رہااب علماءآہستہ آہستہ قائل ہورہے ہیں جس طرح والدین مصطفیٰ کے سلسلہ میں ایمان کے قائل ہوئے۔جب امام سیوطی نے کتب لکھی۔

11 والدین اورابی طالب کا معاملہ ایک ساہے،عرب میں چچابھی تووالدجیسے ہوتے ہیں اورسیدنا ابی طالب نے توسرکارکی خدمت کاحق اداکیا۔اوراپنی اولادسے زیادہ سرکارکی خدمت کی اورفتح ونصرت میں مددکی۔

عدم ایمان کا جونظریہ رکھتے ہیں اس کی وجوہات،مشکلات،جسکی وجہ سے مسئلہ گمبھیر،اوروجہ نزاع بنا

ہوا ہے۔اور وہ لوگ اس مسئلہ میں عدم ایمان کے قائل ہیں

ا آیت کے شان نزول پر مبنی روایات، کتب احادیث میں وہ روایت نقل ہوئی ہیں

۲ ایمان کو مخفی رکھنے کی حکمت کو نہیں سمجھ پائے۔

۳ کچھ باتیں عام نہیں ہو سکی ہے اور معلومات کی فراہمی کا فقدان تھا اور جو گیپ تھا اسکی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہوئیں کیونکہ اس زمانے میں کمیونیکشن میں جو مشکلات تھی اس وجہ سے درست معلومات پہنچنا بعض اوقات بہت مشکل تھا۔جیسے رفع الیدین کا مسئلہ جو ہمارے نزدیک منسوغ ہے۔غلطی پر اغلاط والا معاملہ ہے

۴ انکی خدمات کو سمجھا ہی نہیں کیونکہ بہت سے علماء کا تسامح،ان سب کی وجہ جعلی روایات ہیں جو کہ سیاسی مقصد کے لیے گھڑی گئی تھی جن کے سیاسی ایجنڈے تھے اور طلقاء کی چال جو آگے جا کر عقیدے جیسا معاملہ اختیار کر گئیں ہے حالانکہ اس پر عقیدے کی دیوار نہیں بن سکتی تھی۔دیگر لوگ بھی اس سیاسی چال کا شکار ہو گئے۔

کچھ لوگ اپنے آپ کو خوش کرنا اور خوش فہمی کا شکار تھے۔کیونکہ بہت سے لوگ ایسے تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا مگر انکے والدین کافر تھے۔بت پرست تھے جبکہ بنو ہاشم دین ابراہیمی پر تھے۔اس معاملے میں سب سے زیادہ دخل طلقا کا ہے۔

۵ نبی کریم ﷺ سب کو خوش کرتے تھے،اور کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کرتے تھے،یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ جو ایمان لائے ان کے والدین کافر تھے۔اس لئے نبی کریم ﷺ ان کو کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے،اس لئے اپنے والدین اور چچا کے بارے میں واضح کلام نہیں کیا ۔کیوں کہ اگر وہ انکی شان وعظمت بیان کرتے تو ممکن تھا کہ انکو تکلیف ہوتی۔کیوں کہ ہر بشر اپنے والدین سے محبت کرتا ہے۔اس معاملے میں نبی کریم ﷺ نے حکمت سے کام لیا اور کوئی اس

معاملے میں کلام نہیں کیا۔

۶ ناصبیت کا شکار لوگ جو اہلبیت اطہار سے نفرت کرتے ہیں۔

۷ تعصب کی وجہ۔۔ناصبیت زدہ لوگ۔کیونکہ مولائے کائنات کے والد ہیں تو کیسے ممکن ہو کہ وہ لوگ برداشت کریں۔

۸ رافضیت کی وجہ سے بھی قبول نہیں کرنا کیونکہ رافضی قائل ہیں۔

۹ کچھ لوگوں کی اپنی کوئی تحقیق نہیں۔کاپی پیسٹ اور سرقہ کلچر عام ہے،جس کی وجہ سے اکابر سے جو تسامح ہوا غلط فہمیاں ہوئیں اسکو قبول کرلیا۔غور وفکر ہی نہیں کیا۔

۱۰ شواہد قرائن دلائل کو مکمل نظر انداز کیا اور غور وفکر تدبر نہیں کیا، کیونکہ انکے اکابر جو لکھ گئے ہیں۔حالانکہ قرآن وسنت مقدم ہے۔

۱۱ ایمان کی تعریف میں اختلاف بھی اسکی ایک وجہ ہے۔ایمان پر ہم نے مفصل کلام بغیۃ الطالب کے مقدمہ میں کیا ہے

وجوہات ہم نے تفصیل سے بیان کی ہیں اب ہم اس مسئلہ کا حل کیا ہے وہ تجویز کرتے ہیں

سب سے پہلے تو عدم قائلین والے احباب کو اختلاف برداشت کرنے کے ساتھ بھائی چارے کا جذبہ پیدا کرنے کی دردمندانہ اپیل کرتے ہیں۔

اور تعصب کی عینک اتار کر غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں

ہم ان سے یہ بھی عرض کرتے ہیں خدارا ادب کا خیال،نسبت رسول کا احترام

اور خدمات کا اطراف اور اپنے اندر وسعت پیدا کریں

اس حوالے سے ضروری بات جسکی وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہوا ہے۔

یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے جو کہ تاریخی بھی ہے یہاں معاملہ بڑا سنگین ہے کیوں کہ روایت گھڑی گئی

ہیں اسکے پس پردہ سیاسی معاملات تھے، جس کی وجہ سے بعد والوں سے غلطیوں پر غلطیاں ہوئیں اور طلقاء کی اموی سیاسی چال کامیاب ہوگئی۔ مگر یہ لوگ یہ بات بھول گئے، کہ جھوٹ کیلئے بھی سر پاؤں چاہیے ہوتے ہیں۔ اور اصول کی روشنی میں انکی باتوں کا مکمل رد تو ہونا ہی ہے۔ اور جھوٹ کا پردہ فاش تو ہوکر ہی رہتا ہے۔

جو روایت اس حوالے سے وضع کی گئی، باتیں بنائی گئی اور پھیلائی گئی 'وہ اصول، نص قرآنی کے خلاف ہیں ہم اس موضوع پر یہاں مختصر عرض کر دیتے ہیں مزید تفصیل فقیر کی کتاب میں مکمل تفصیل سے کلام کیا گیا ہے وہاں دیکھیں۔ جو کتاب اپکے ہاتھ میں ہے اس میں روایت اصول اور بعض آیات پر بات کی گئی ہے ہم دعوت فکر دیتے ہیں کہ شیخ سید حسن بن علی السقاف صاحب مدظلہ کی تحریر پر غور وفکر کریں۔

فقیر یہاں چند اصولی بات عرض کر رہا ہے تاکہ علماء اس پر غور وفکر کریں اور معاملات کو آسانی سے حل کریں، تاکہ ہدایت کی روشنی حاصل کی جا سکے اور لڑائی، فتنہ وتقسیم کا خاتمہ ہو اور ماحول بہتر ہو۔

سب سے پہلے ہم آیت کے شان نزول کو کو دیکھتے ہیں کسی بھی آیت کا شان نزول اور اور مفسرین کا کیا منہج ہوتا ہے، اور کہاں غلطی کی گنجائش ہے اور اس کی تفسیر، واقعات کو جوڑنے میں کیا معاملات ہو سکتے ہیں۔

شان نزول کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں

ولا یزول مایعرض للسامع من الترقب والا نتظار، عند سماع ذلك التعریض الا ببسط القصة، فلزم ان تشرح ھذه العلوم بوجه لانحتاج الی ایراد القصص الجزئیة

ہر آیت شان نزول کی محتاج نہیں: جمہور مفسرین مخاصمہ اور احکام کی آیتوں میں سے ہر

آیت کو کسی قصے کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں، اور گمان کرتے ہیں کہ یہی قصہ اس (آیت) کا شان نزول ہے۔

اور حق بات یہ ہے کہ نزول قرآن کا بنیادی مقصد بشری نفوس کی اصلاح کرنا، اور باطل عقائد کو نا پیدا کرنا، اور فاسد اعمال کو ختم کرنا ہے، پس باطل عقائد کا احکام شرعیہ کے مخاطبین کے دلوں میں پایا جانا آیات جدل کے نزول کا سبب ہے، اور فاسد اعمال کا پایا جانا اور ظلم وزیادتیوں کا آپس میں پھیلنا آیات احکام کے نزول کا سبب ہے، اور اللہ کی نعمتوں اور آفات وانعامات خداوندی، موت کے بعد پیش آنے والے واقعات کو ذکر کر کئے...

بعض اوقات تو ایک ہی آیت کے کئی اسباب نزول ذکر کیے جاتے ہیں۔ اس قسم کی الجھنوں کے حل کے لئے شاہ ولی اللہ دہلوی نے الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں اسکا خلاصہ بیان کیا ہے:

صحابہ کرام اور دیگر متقدمین علما جب نزلت فی کذا اور اس قسم کی دیگر تراکیب استعمال کرتے تھے، تو ان کا یہ مطلب نہیں ہوتا تھا کہ بعینہ وہی واقعہ اس آیت کے نزول کا سبب بناء جو اس روایت میں بیان ہوا، بلکہ بعض اوقات ان کی مراد یہ ہوتی تھی کہ عہد نبوی یا اس کے بعد کا یہ واقعہ بھی اس آیت کا مصداق ہے۔ کبھی صحابہ کوئی سوال کرتے اور رسول اللہ ﷺ پہلے ہی سے نازل شدہ کسی آیت سے اس کا حکم مستنبط کر کے بیان فرما دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کا استنباط بھی دراصل وحی القا اور نفث فی الروع کی قسم ہوتی، اس لئے اس طرح کے موقع پر فانزل اللہ تعالیٰ قولہ کے الفاظ کا استعمال جائز ہوتا، کبھی صحابہ کرام کے باہمی مباحثوں میں آیات سے استشہاد ہوتا یا بطور تمثیل ان کا ذکر ہوتا۔ اس قسم کی روایات کو بھی مفسرین اسباب نزول میں ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام یہود، نصاری، مشرکین اور دوسرے فرق ضالہ کی اعتقادی اور عملی برائیاں بیان کر کے کسی آیت کی تلاوت کرتے اور کہتے کہ نزلت فی کذا، اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا تھا کہ

بعینہ یہی اعمال وعقائدان آیات کے نزول کا سبب بنے ، بلکہ ان کی مراد یہ ہوتی تھی کہ اس قسم کے عقائدہ اعمال کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی ہیں ۔ یہ الفاظ دیگر یہ آیات ان عقائداوراعمال پر بھی منطبق ہوتی ہیں ۔اسی طرح کبھی قرآن مجید میں اچھے اور برے لوگوں کی صفات بیان کی جاتی ہیں ۔ان صفات کا کسی خاص شخص یا اشخاص سے مخصوص کرنا

اور آیات کے سلسلہ بیان کی بھی اس ضمن میں کچھ اہمیت ہے ۔؟ اگر شان نزول کی روایت اور سورت کی اندرونی شہادت متصاد ہوں تو پھر ترجیح کسے دی جائے گی ؟ کیا سورت کی اندرونی شہادتوں پر اعتماد کرتے ہوئے شان نزول کی روایت کی اسی طرح تاویل کی جائے گی جس طرح شاہ ولی اللہ اور دیگر محققین نے کی ہے ؟ یا شان نزول کی روایت کو قبول کرتے ہوئے سورت کی اندرونی شہادت کو نظر انداز کیا جائے گا ، یا اس کی تاویل کی جائے گی ؟ یہی وہ **بنیادی مسئلہ** ہے جس پر اختلاف کی وجہ سے بہت سے **ذیلی مسائل** پر اختلاف پیدا ہوتا ہے

اسباب نزول

اکثر مفسرین جب کسی آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو خواہ اس آیت کا تعلق احکام سے ہو یا مخاصمہ سے' وہ اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی واقعہ چسپاں کر دیتے ہیں اور ایسے واقعے کو اس آیت کا شان نزول قرار دیتے ہیں حالاں کہ قرآن کے نازل ہونے کا مقصد لوگوں کا تزکیہ نفس اور ان کے عقائد واعمال کی اصلاح ہے ۔اس لئے مختلف قسم کی آیتوں کا شان نزول بھی مختلف ہوتا ہے ۔

مثلاً:

۱ علم مخاصمہ کی آیات کا شان نزول لوگوں کے غلط عقیدے ہیں ۔

۲ احکام کی آیتوں کا شان نزول لوگوں کے برے اعمال اور ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی ہے ۔

۳ علم تذکیر بآلاء اللہ، علم تذکیر بایام اللہ اور علم تذکیر بالموت والی آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے، اس کی نشانیوں سے اور موت و آخرت سے غافل ہیں۔

لیکن مفسرین حضرات شان نزول کے حوالے سے بعض چھوٹے چھوٹے غیر ضروری واقعات کی بہت زیادہ تفصیلات اور جزئیات بیان کردیتے ہیں جن کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ان کا قرآن کے مضامین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

البتہ بعض آیات ایسی ہیں جن میں کسی خاص واقعے کی طرف اشارہ ملتا ہے، خواہ وہ واقعہ نبی ﷺ کے زمانے میں پیش آیا ہو یا آپ ﷺ سے پہلے پیش آیا ہو۔ ایسی آیات کی تفسیر کرتے وقت اس سے متعلق واقعہ ضرور بیان کرنا چاہیے کیونکہ اس کے بغیر اس مقام پر ہر کسی کو تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی کا کلام ختم ہوا علماء کرام ان باتوں پر غور وفکر کریں اور اصول کی روشنی میں اپنی الجھن کو حل کر سکتے ہیں۔ ہم نے اصولی کلام نقل کر کے راہ دکھلائی ہے تاکہ معاملات آسانی سے حل ہو سکیں اور الجھن ختم ہو سکے۔ آیت کے شان نزول کے حوالے سے جو باتیں عدم ایمان کے قائلین کرتے ہیں وہ اصول کی روشنی میں درست نہیں کیونکہ وہ قرآن کے خلاف ہیں جس کی تفصیل آگے آئے گی

ایمان حضرت ابو طالب پر حضرت علامہ بندیالوی علیہ الرحمہ کا نفیس کلام جو انہوں نے اپنے مقالے کے آخر میں لکھا تھا، ہم اسے یہاں نقل کرتے ہیں۔

وجہ اوّل

یہ ایک قاعدہ ہے کہ مدلول کی نفی سے دلیل کی نفی ہو جاتی ہے لیکن دلیل کی نفی سے مدلول کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس مدلول پر کوئی اور دلیل

بھی ہوخلاصہ یہ کہ دلیل ملزوم اور مدلول اور مدلول لازم ہوتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ لازم کی نفی سے ملزوم کی نفی ہو جاتی ہے لیکن ملزوم کی نفی سے لازم کی نفی نہیں ہوتی ۔تفصیل کتب منظقیہ میں ہے اس مضمون سے بندہ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوطالب کے عدم ایمان پر یا عدم نجاۃ پر جو دلائل ہیں وہ ان دلائل کے مقابلہ میں کمزور ہیں...

وجہ دوم

بندہ قبل ازیں روح المعانی کی عبارت نقل کر چکا ہے کہ حضرت ابوطالب کو سب اور دشنام کرنے میں آنحضرت ﷺ کی ایذاء کا احتمال ہے اور آپ کی ایذاء پر قرآن مجید میں وعید شدید ہے کفولہ تعالی ان الذین یوذون اللہ ورسولہ آلایۃ اور کسی کے کفر کی تشہیر کرنا بہت بڑا سبب اور دشنام ہے اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ حضرت ابوطالب کے ایمان کو ثابت کرنے میں ان کی بڑی تعظیم وتکریم ہے اور اس میں آنحضرت ﷺ کی خوشنودی کا احتمال ہے بندہ نے یہ مضمون اس امید پر لکھا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ اس فقیر حقیر سراپا تفصیر کے اعمال کا ملاحظہ فرمائینگے تو ہوسکتا ہے کہ یہ مضمون آپ ﷺ کی خوشنودی کا باعث ہو اور اللہ تعالیٰ اس فقیر کے گناہ معاف کردے اور خاتمہ ایمان پر ہو جائے آمین یارب العلمین

وجہ سوم

اس مضمون سے چودھویں صدی کے ایک مذموم عقیدہ کا ابطال کرنا ہے کہ دلیل کی بناء پر بعض اکابرین سے اختلاف گستاخی ہے اور قرآن وحدیث کے مقابلہ میں اکابرین کے قول کو ترجیح ہے حالانکہ اکابرین کا اپنا فرمان یہ ہے کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی

حضرت علامہ برخردار ملتانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

سیرۃ ابن ہشام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب مسلمان تھا۔شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ کا

میلان طبیعت بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مدارج میں آخر بیان ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ حدیث لکھی ہے کہ:

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر خود... او بر دو شنید از ے وکلمہ شہادت وبحضرت رسانید پس گفت اسلم عمک یا رسول اللہ ﷺ پس خوشحالی شد آنحضرت ﷺ

حدیثوں میں عام طور پر آ چکا ہے۔ من اٰخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ علمائے احناف کا تو عام فتویٰ ہے کہ کسی کا ایمان اگر ضعیف روایت سے
بھی ثابت ہو تو اسے مسلمان کہا جائے گا بلکہ یہاں تک فتویٰ دیا کہ اگر کسی میں ۹۹ وجہیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی تو اس کو مسلمان ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا کما فی الدر المختار وغیرہ۔

مسلمانوں کو لازم ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمان سمجھیں اور اس کو کافر کہہ کر آنحضرت ﷺ و ہر زمانہ کی موجودہ اہل بیت کو ایذا نہ دیں... خوف زوال ایمان ہے۔
اب علماء ان پر غور کریں ہم نے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کی۔ اور ابھی تک ہم جعلی سیاسی روایت کی طرف نہیں آئے ہیں کیونکہ عدم قائلین ان باتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مگر دلائل وشواہد کب تک نظر انداز کیے جائیں گے کیوں کہ ایک دن تو قبر میں جانا ہے، اور آخرت میں سب روشن ہو جائے گا۔

فقیر کا ایک ذاتی تجربہ ہوا معروف بریلوی عالم جو اکابرین میں سے تھے انتقال کے بعد خواب میں ان کو جب دیکھا اور ان سے عرض کیا کہ میں نے سیدنا ابوطالب پر کتاب کا ترجمہ کا اہتمام کیا ہے، تو انہوں نے عرض کیا میں کل ہی (سیدنا ابوطالب) کی نعتیں پڑھ رہا تھا۔ اگر کوئی یہاں نہیں بھی مانتا تو وہاں تو اس نے مان ہی لینا ہے اور اس دنیا میں فیض سے محروم رہنا ہے۔

اب ہم روایت، حدیث کی طرف آتے ہیں کیونکہ بہت سی روایات اصول کے خلاف ہیں اس لیے ہم اس موضوع پر بھی اصولی کلام کر رہے ہیں باقی جو ایمان کے حوالے سے روایات بیان کیں جاتیں ہیں ان کا جواب سید حسن السقاف صاحب کی تحریر میں موجود ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں جس روایت کو دیکھوں کے عقل یہ اصول مسلمہ کے خلاف ہے تو جان لو کہ وہ جعلی ہے اس کی نسبت اس بحث کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا غیر معتبر ہیں اسی طرح سے وہ حدیث قابل اعتبار نہیں جو محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو اور تاویل کی گنجائش نہ رکھتی ہو۔

جو روایت عقل کے مخالف ہو جو روایت اصول مسلمہ کیخلاف ہو جو محسوسات اور مشاہدے قرآن مجید کی حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو۔

جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو سینکڑوں آدمی اسکو روایت کرتے۔ باوجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے روایت کیا۔ جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگ اس سے واقف ہوں، مگر اس راوی کے سوا کسی اور نے اس کی روایت نہ کی ہو۔

ایسی روایات نا قابل اعتبار ہیں ان سے استدلال درست نہیں

عدم ایمان پر جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ اسی قسم کی ہیں جو قرآن مجید کے خلاف ہیں۔ صرف تفکر کرنا کی ضرورت ہے معاملات آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔

بریلوی رضوی احباب کی خدمت میں! کیا اتنی شدت پسندی درست ہے؟ جتنی اس بابت کی جاتی ہے

کیا ایمان سیدنا ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مسئلہ کو بنیاد بنا کر فتنہ وفساد پھیلانا، مناظرہ کا چیلنج کرنا کیا یہ دین ومسلک کی خدمت ہے؟

کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کئی صدیوں تک والدین مصطفیٰ کے متعلق بھی اہلسنت کا مزاج مختلف تھا وہ تو امام سیوطی علیہ الرحمہ کا احسان ہے جو راہ نور روشن ہوئی......

ان باتوں پر غور کریں..................خدا نے آپ کو عقل دی ہے..................

آخر کیا مجبوری ہوتی ہے کہ ان مباحث پر کلام کر کے سادات، اہل ایمان و روشن نظر علماء ومشائخ کے دلوں کو چھلنی کیا جاتا ہے؟ بات تو کچھ اور ہی لگتی ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی وہ تحریر جو آپ نے اپنے لڑکپن کم عمری میں لکھی تھی اور پھر اس میں مزید اضافہ کے ساتھ شرح المطالب فی مبحث ابی طالب نام رکھا تھا

اور مزید تعجب و حیرانگی کی بات یہ ہے کہ آپکی زندگی میں ہی اعتراضات وتنقید ہوئی تھی جس کا اعلیٰ حضرت نے دفاع تک نہیں کیا تھا......جو آپکی عادت کے بلکل برعکس ہے اور خاموشی کی راہ اپنائی تھی مگر اس نوعمری کی تحقیق کی وجہ سے آج تک بہت سے زہن منتشر ہیں اور فتنہ وفساد کا سبب بنے......حتی کہ اس وجہ سے آپ کا علمی اختلاف آپ کے پیر گھرانے یعنی مارہرہ شریف کے سجادہ گان سے رہا اور آپ انکو بھی مطمئن نہیں کر سکے تھے......اور آج تک مارہرہ شریف کے مشائخ کا موقف وہی ہے جو انکے بڑوں کا تھا یعنی وہ ایمان کے قائل ہیں

کیا برہلوی احباب یہ سب باتیں بھول جاتے ہیں؟ کیا اعلیٰ حضرت معصوم تھے؟ کیا اعلیٰ حضرت سے اختلاف نہیں ہوسکتا؟

کیا علماء اہلسنت کی یہ بات یاد نہیں کہ اس پر منفی کلام سے سرکار کو دکھ......کیا یہ سب باتیں بھول گئے ہیں..................کیا یہ یاد نہیں رہتا کہ کثیر بزرگان ایمان کے قائلین میں سے ہیں............

خدارا توجہ کریں

ان باتوں پر غور کریں..................تفکر میں راہ نور کا چراغ ہے......اعلیٰ حضرت رجوع بھی

کرتے تھے اور اختلاف برداشت بھی کرتے تھے اور پھر سکوت بھی کرتے تھے ہم مثالیں بیان کر سکتے ہیں خیر...... خدارا شدت پسندی ترک کر کے محبت رسول کی شمع روشن کریں اور اہلسنت میں مزید تقسیم و انتشار مت پھیلائیں اس سے نقصان ہی ہوگا اور ناصبیت و رافضیت کو فائدہ ہوگا اور شر کی قوتوں کو مزید تقویت ملے گی۔

ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں حد یہ ہے کہ جن کو اپنے ایمان و اعمال کا پتہ نہیں کہ وہ مقبول ہے یا غیر مقبول ہیں وہ بھی عدم ایمان، کفر پر کلام کر کے سرکار نبی کریم ﷺ کو اذیت۔ اور سادات کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے، کبھی آپ کی فتح نصرت میں مدد، قربانیوں، جانثاری، اخلاص اور محبت رسول کا ذکر نہیں کیا جاتا اگر وہ غور فکر کریں تو معاملات حل ہو سکتے ہیں۔ بقول کسی شاعر

الٰہی آبرو رکھ لیجیو ایمان والوں کی
یہ دنیا کر رہی ہے ذکر ایمان ابی طالب

فقیر حقیر ناچیز ڈاکٹر معین غفرلہ

مقیم حال نارتھ امریکہ

عالم اسلام کے معروف عالم، اہلسنت کے چراغ محدث محقق صوفی، سادات کا فخر سید حسن بن علی السقاف مدظلہ کسی بھی تعارف کے محتاج نہیں انکے نام سے اہل علم و دنیائے اہلسنت اچھی طرح واقف ہے سینکڑوں کتابوں کے مصنف ہیں۔ اپ اردن میں رہتے ہیں اور اپنا علمی فیض دنیا میں بکھیرتے ہیں۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی دیگر کتب کے ترجمے میں درج کریں گے۔ آپ کی سیدنا ابی طالب پر یہ تحریر جو کہ اسنی المطالب کو شائع کرتے وقت لکھی تھی اس کا ترجمہ یہاں نقل کرتے ہیں ترجمہ کے فرائض میرے برادر محترم علامہ عامر حفظ اللہ نے انجام اور اس فقیر نے نظر ثانی وترتیب۔ ان شاء اللہ عزوجل احباب اہلسنت اس سے استفادہ کر کے ہمارے حق میں دعا خیر ضرور کریں

اور ہم دعوت فکر دیتے ہیں۔ خدارا تعصب کی عینک اتار کر روشن دلائل پر غور وفکر کریں قبل اس کے کہ آنکھیں بند ہو جائیں

حضرت سیدنا ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دین کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دفاع آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدح سرائی اور اسلام کی تعریف کرنے کا تفصیلی بیان

ہم اس موضوع کا خلاصہ درج ذیل نکات میں بیان کر سکتے ہیں۔
تمام حضرات حتیٰ کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفر کے قائلین نے بھی یہ اعتراف کیا ہے کہ حضرت ابو طالب حضور ﷺ کی نصرت اور دفاع کرتے تھے اسی سلسلہ میں حافظ ابن حجر فتح الباری (7/194)[1] میں فرماتے ہیں حضرت ابو طالب حضور ﷺ کی بعثت کے بعد بھی اپنے وصال تک حضور ﷺ کی نصرت فرماتے رہے اور آپ کا دفاع کرتے رہے اور ہر اذیت دینے والے سے آپ ﷺ کا بچاؤ کرتے رہے[2] اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کے ذریعے آپ کا دفاع کیا۔[3] اور بخاری اور مسلم[4] نے رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کو کیا فائدہ پہنچائیں گے کیونکہ وہ آپ کا دفاع کرتے تھے اور آپ کے لئے غضبناک ہوا کرتے تھے اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں وہ آپ ﷺ کی حفاظت اور مدد کرتے تھے[5] اور حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمه للارامل[6]

وہ پرنور چہرے والے جن کے چہرا اقدس کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے

سر پرست اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں۔

یــــلـــــوز بـــــــه الهــــلاك مـــن آل هـــــاشــــم
فهـــــم عـــــنــــــده فـــــى نــــعـــــمة و فـــواضــــل

بنو ہاشم کے مصیبت زدہ لوگ آپ کے ہاں ہی پناہ لیتے ہیں اور وہ ان کی رحمت اور فضل کے سایہ میں ہیں۔

ابن کثیر [7] کہتے ہیں یہ نہایت ہی بلیغ قصیدہ ہے اور ایسا قصیدہ آپ جیسی شخصیت ہی کہہ سکتی ہے اور یہ قصیدہ المعلقات السبع سے بھی بلند پایا ہے اور معنی کی ادائیگی میں بھی ان سے زیادہ بلیغ ہے۔

امام بیہقی [8] نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نہ سے روایت کیا ہے ایک اعرابی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور خشک سالی اور قحط کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ ممبر پر تشریف فرمائے اور دعا فرمائی تو آپ ﷺ کے ہاتھ لوٹانے سے پہلے ہی بارش برسنے لگی پھر اس کے بعد کچھ لوگ ڈوبنے کے خوف سے کثرت باراں کی شکایت کرنے آئے تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی:

اللهم حوالينا ول ا علينا [9] اے اللہ ہمارے اردگرد برسے ہم پر نہ برسے اس کے بعد حضور ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں اور فرمایا کاش ابوطالب زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں کون مجھے آپ کا شعر سنائے گا تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا شاید حضور ﷺ یہ شعر سماعت فرمانا چاہتے ہیں۔

وابيـــــض يستســــــقـــــى الـــــغــــمـــــام بــــوجهــــــه
ثــــمـــــال اليتـــــا مــــــى عـــــصـــــمة لـــــلا رامـــــل

وہ پرنور چہرے والے جن کے چہرہ اقدس کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے

سرپرست اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں ۔تو حضورعلیہ السلام نے فرمایاہاں۔[10] اور آپ کے کچھ وہ اشعار جو آپ کے ایمان پر دلالت کرتے ہیں انہیں حافظ ابن حجر نے فتح الباری (7/194) میں ذکر کیا ہے اور آپ کے حضورعلیہ السلام کا دفاع کرنے کے متعلق بہت سی مشہور روایات ہیں اس سلسلے میں آپ کے کچھ مشہور اشعار درج ذیل ہیں۔

والله لن يصلوا اليک بجمعهم

حتى اوسد فی التراب دفينا

اللہ کی قسم یہ سارے مل کر بھی آپ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک مجھے مٹی میں دفن نہ کر دیا جایا۔

اور آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كذبتم وبيت الله نبزی محمد

ولما نقاتل حوله ونناضل

اور بیت اللہ کی قسم تم نے جھوٹ بکا ہے کہ ہم محمدعلیہ السلام کی وجہ سے مغلوب ہو جائیں گے حالانکہ ابھی تک ہم نے آپ کی حفاظت کی خاطر نہ نیزہ بازی کی ہے اور نہ تلوار چلائی ہے۔

اور آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ مشہور اشعار یہ بھی ہیں۔

فاصدع بامرك ما عليک غضاضة

وابشر بذاك و قر منک عيونا

اور آپ اطمینان کے ساتھ جو آپ پر لازم ہے اعلان حق فرمائیں اور خوشخبری سنا کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی کر دیں۔

ودعوتنی وعلمت انک صادق

ولقد صدقت وكنت ثم امينا

اور آپ ﷺ نے مجھے دعوت حق دی اور میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ سچے ہیں اور آپ نے سچ ہی تو فرمایا ہے کیونکہ آپ امین بھی تو ہیں۔

ولقد علمت بان دين محمد
من خير اديان البرية دينا

اور بلا شک وشبہ مجھے علم ہے کہ محمد ﷺ کا دین تمام مخلوق کے ادیان سے بہتر دین ہے۔

ان اشعار کو امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے (قرطبی 6/406).. [11]

عام الحزن (غم کا سال)

حضور ﷺ اپنی بعثت کے دسویں سال اپنے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ اور اپنی زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال پر بہت غمگین ہوئے اسی وجہ سے اس سال کو عام الحزن کہا جاتا ہے [12]

امام حاکم المستدرک (2/621) میں فرماتے ہیں متواتر روایات میں موجود ہے کہ جب حضور ﷺ کے چچا ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مشرکین کی طرف سے اذیت پہنچی۔

اور جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ قریش آپ ﷺ کو اذیت دینے پر ٹوٹ پڑے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"یا عم ما اسرع ما وجدت فقدک "[13] اے چچا آپ نے کتنی جلدی کی میں آپ کے علاوہ کسی کو نہیں پاتا۔

ان تمام روایات کے بعد ہم کہتے ہیں جس شخصیت نے حضور ﷺ کی کفالت کی اور جو آپ کی

خاطر پریشان ہوئے آپ کی مدد کی دشمنوں سے آپ کا دفاع کیا اور جن کے دین کے صحیح ہونے اور حضورﷺ کی مدح میں اشعار ہوں جن کی موت پر حضورﷺ غمگین ہوئے تو یہ امر محال ہے کہ وہ مسلمان اور مومن نہ ہوں اور آپ کا حال آل فرعون کے اس مومن جیسا کیوں نہیں ہوسکتا جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلاً أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ وَإِن يَكُ كَاذِباً فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِن يَكُ صَادِقاً يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

اور ملت فرعون میں سے ایک مرد مومن نے کہا جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، کیا تم ایک شخص کو قتل کرتے ہو (صرف) اس لئے کہ وہ کہتا ہے، میرا رب اللہ ہے، اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا ہے، اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا بوجھ اسی پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے تو جس قدر عذاب کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے تمہیں پہنچ کر رہے گا، بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا سراسر جھوٹا ہو (سورۃ، غافر، آیت 28)

پھر اگر وہ ان صحیح احادیث کی بات کریں جو آپ کی کفر پر موت کے متعلق موجود ہیں ہم کہیں گے ہمارے نزدیک وہ احادیث صحیح نہیں ہیں جس کی وجہ ہم ان شاء اللہ عنقریب بیان کریں گے اور یہ امویوں کی گھڑی ہوئی روایتیں ہیں اور جو لوگ مولا علی علیہ السلام پر سب وشتم کرتے تھے اور اہلبیت اطہار علیہم السلام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

انہوں نے ان روایات کی خوب تشہیر کی اور ان لوگوں نے بھی ان کی تشہیر کی جو حضورﷺ کے والدین کے متعلق معاذ اللہ جہنمی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

ان آیات کا ذکر جن کے متعلق لوگوں کا گمان ہے کہ یہ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئیں۔

بخاری (3884) اور مسلم (24) نے ابن مسیّب[14] اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو حضور ﷺ ان کے پاس گئے اوران کے پاس ابو جہل بھی موجود تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے چچا لا الہ اللہ پڑھ لیجئے اس کلمہ کو میں آپ کے لئے اللہ کی بارگاہ میں حجت بناؤں گا تو ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابو طالب تم ملت عبد المطلب سے انحراف کرو گے؟ اور دونوں جناب ابو طالب سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ان سے آخری بات یہ کی کہ میں دین عبد المطلب پر ہوں یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ سے آپ کے لئے مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے منع نہ کیا جائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوا أُولِيْ قُرْبَى مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ایمان والوں کی شان کے لائق نہیں کہ مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں اگرچہ وہ قرابت دار ہی ہوں اس کے بعد کہ ان کے لئے واضح ہو چکا کہ وہ (مشرکین) اہل جہنم ہیں (سورۃ التوبۃ، آیت 113)

اور یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِيْ مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ

(14)

حقیقت یہ ہے کہ جسے آپ (راہ ہدایت پر لانا) چاہتے ہیں اسے راہ ہدایت پر آپ خود نہیں لاتے

بلکہ جسے اللہ چاہتا ہے (آپ کے ذریعے) راہ ہدایت پر چلا دیتا ہے، اور وہ راہ ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے (سورۃ، القصص، آیت 56)[34]

یہ حدیث شاذ مردود اور غیر مقبول ہے اور اس حدیث پر واویلا کرنا جائز نہیں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

حافظ ابن حجر نے الفتح 7/195 میں اعتراف کیا ہے کہ اس آیت کا حضرت ابو طالب کے متعلق نازل ہونے میں اشکال ہے اور ابن مسیّب کی حدیث جو کہ انہوں نے حضرت ابو طالب کی وفات کے متعلق اپنے والد سے روایت کی ہے اس میں صریح طعن ہے۔

حافظ ابن حجر نے الفتح (8/508) میں ذکر کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو طالب کے متعلق نازل ہوئی اور فرمایا اس میں اشکال ہے کیونکہ بالاتفاق حضرت ابو طالب کی وفات ہجرت سے پہلے مکہ میں ہوئی اور یہ ثابت ہے کہ حضورﷺ اپنی والدہ کی قبر[15] پر اس وقت آئے جب آپﷺ عمرہ کے لئے تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت طلب کرنے کی اجازت طلب کی تو یہ آیت نازل ہوئی اور اصل یہ ہے کہ یہ آیت دو مرتبہ نازل نہیں ہوئی۔

مولف کہتے ہیں کہ حافظ ابن حجر کا ثبت یعنی یہ کہنا کہ یہ ثابت شدہ ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضورﷺ اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لائے یہ قول باطل اور مردود ہے خاص طور پر اس وجہ سے بھی باطل ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اہل فترت میں سے ہیں[16] اور مسند احمد (130،1/99) کی روایت سے حافظ ابن حجر کے اقرار کی مزید تائید ہوتی ہے حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے میں نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ اپنے مشرک والدین کے لئے استغفار کر رہا تھا تو میں نے اس کا ذکر حضورﷺ کی بارگاہ میں کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوا أُولِيْ قُرْبَى

مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ

نبی ﷺ اور ایمان والوں کی شان کے لائق نہیں کہ مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں اگر چہ وہ قرابت دار ہی ہوں اس کے بعد کہ ان کے لئے واضح ہو چکا کہ وہ مشرکین اہل جہنم ہیں۔(سورۃ،التوبۃ،آیت 113)

یہ حدیث صحیح الاسناد (17)

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت کے نزول کے سبب میں اضطراب ہے اوراس سے یہ استدلال درست نہیں کہ یہ آیت حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ یا حضور ﷺ کی والدہ کے متعلق نازل ہوئی۔

لہذا آپ دیکھیں کہ یہ لوگ آیات واحادیث کوکس طرح حضور ﷺ کے والدین اور چچا کی طعن میں نقل کرتے ہیں اوراس کے علاوہ کچھ احادیث ہم نے عذاب قبر (18) کے موضوع میں نقل کی ہیں جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کی قبر حضور ﷺ کی صاحبزادیوں اور حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم علیہ السلام کی قبور سے متصل تھی یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بدکردار ناصبی جو کہ اموی اور عباسی دور میں اثر ونفوذ کے مالک تھے انہوں نے کیسے دخل اندازی کی اوران روایات کو گھڑا اوران کو لوگوں میں پھیلایا تا کہ لوگ ان روایات پر اعتقاد رکھیں اور ہم الحمدللہ ان کی ملمع سازی کے فریب میں آنے والے نہیں لہذا ان روایات سے یہ حدیث باطل ہوجاتی ہ اور آنے والے دلائل سے یہ موقف بھی باطل ہوجائے گا کہ یہ دونوں آیات حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئیں ایک اوردلیل کہ **انک لاتھدی من احببت** یہ آیت حضرت ابوطالب کے متعلق نازل نہیں ہوئی۔

1 اس آیت کا سیاق وسباق یہ ہے

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ (55)إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (56)وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَماً آمِناً يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقاً مِن لَّدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، تم پر سلامتی ہو ہم جاہلوں (کے فکر و عمل) کو (اپنانا) نہیں چاہتے گویا ان کی برائی کے عوض ہم اپنی اچھائی کیوں چھوڑیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جسے آپ (راہ ہدایت پر لانا) چاہتے ہیں اسے راہ ہدایت پر آپ خود نہیں لاتے بلکہ جسے اللہ چاہتا ہے آپ کے ذریعے راہ ہدایت پر چلا دیتا ہے، اور وہ راہ ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے۔

اور (قدر ناشناس) کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کی معیت میں ہدایت کی پیروی کرلیں تو ہم اپنے ملک سے اچک لئے جائیں گے۔ کیا ہم نے انہیں اس امن والے حرم (شہر مکہ جو آپ ہی کا وطن ہے) میں نہیں بسایا جہاں ہماری طرف سے رزق کے طور پر (دنیا کی ہر سمت سے) ہر جنس کے پھل پہنچائے جاتے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (سورۃ، القصص، آیت 55 تا 57)

لہذا یہ ایک جماعت کو خطاب ہے نہ کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جیسا کہ اللہ کا یہ ارشاد ہے۔

لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ

ان کو ہدایت دینا آپ کے ذمہ نہیں بلکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے۔

(سورۃ،البقرۃ،آیت 272)

حضورﷺ کی نصرت اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو زمین سے اچک لئے جانے کا کوئی خوف نہیں تھا اگر آپ کو اس کا خوف ہوتا تو آپ حضورﷺ کا دفاع نہ کرتے اور نہ ہی شعب ابی طالب میں حضورﷺ کے ساتھ محصور رہتے۔

2 اللہ تعالیٰ کے ارشاد (من احببت [19]) میں ضمیر کو حضرت ابوطالب کی طرف لوٹانا کیسے صحیح ہے جبکہ حضورﷺ کافروں سے محبت نہیں کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا،

سورۃ،الروم،آیت 45

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءهُمْ أَوْ أَبْنَاءهُمْ

آپ ان لوگوں کو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی اس شخص سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ اور اس کے رسولﷺ سے دشمنی رکھتا ہے خواہ وہ ان کے باپ (اور دادا) ہوں یا بیٹے (اور پوتے)۔

سورۃ،المجادلۃ،آیت 22

آپ ملاحظہ کریں کہ اموی ناصبی عوامل نے کس طرح فی النار [20] ہونے کا حکم حضورﷺ کے چچا اور والدین پر تھوپتے ہیں اور اہلبیت اطہار کے دشمنوں کا کس طرح دفاع کرتے ہیں۔ جو اعلانیہ

طور پر اہل بیت علیہم السلام کے دشمن رہے اور اپنی موت تک گناہوں میں مستغرق رہے بلکہ ان کا اوران کے معاصرین کا حال یہ ہے کہ مروان بن حکم اوراس کے باپ کا بھی دفاع کرتے ہیں جو کہ راندہ درگاہ نبی ﷺ تھا انہی کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا **انه الوزغ ابن الوزغ**[21] یہ کمزور باپ کا کمزور بیٹا ہے۔

اوراسی طرح یہ یزید اور حجاج جیسے ظالموں کا دفاع بھی کرتے ہیں اورانہوں نے ان کے دفاع میں کتابیں بھی لکھیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کھلے ظلم سے پناہ دے اب صرف یہ بات باقی رہ جاتی ہے کہ ہم کہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ انک لاتھدی من احببت آیت حضرت ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی۔ (مسلم 25)

ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ اس کی سند میں یزید بن کیسان ہے جو کہ ضعیف ہے جیسا کہ اس کتاب کی بعض احادیث کی تعلیق میں اس کی وضاحت ہوگی اوراس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ وفات ابو طالب کے وقت کے ساتویں سال ایمان لائے جیسا کہ تمہارا اپنا ماننا ہے لہذا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ابن مسیّب کی حدیث سے روایت کیا ہے جسے ہم باطل ثابت کر چکے ہیں اور تحقیق یہی ہے کہ یہ کھیل بدکردار ناصبیوں نے رچایا ہے چنانچہ اگر حضرت ابو ہریرہ کی حدیث صحیح ہو اور موضوع نہ ہو تو پھر یہ مرسلات صحابہ میں سے ہے لہذا مناسب یہ تھا کہ حضرت ابو ہریرہ بتاتے کہ انہوں نے یہ حدیث کس سے روایت کی ہے۔

خاص طور پر جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی مرسل احادیث بیان کر کے رجوع کیا اوراس کے بعد وضاحت بھی کی تھی کہ یہ احادیث صحیح نہیں ہیں۔[22]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی وہ احادیث جن کے متعلق لوگوں کا گمان تھا کہ یہ فلاں شخص یا فلاں واقعہ کے متعلق ہیں حالانکہ معاملہ اس کے برعکس تھا۔

1 صحیح بخاری (3812) میں اس آیت:

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

فرما دیجئے: ذرا بتاؤ تو اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کر دیا ہو اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ (بھی پہلی آسمانی کتابوں سے) اس جیسی کتاب (کے اترنے کے ذکر) پر گواہی دے پھر وہ (اس پر) ایمان (بھی) لایا ہو اور تم (اس کے باوجود) غرور کرتے رہے (تو تمہارا انجام کیا ہوگا؟) بیشک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں فرماتا۔

سورۃ، الأحقاف، آیت 10

کے متعلق ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام اسرائیلی کے متعلق نازل ہوئی حافظ ابن حجر نے شرح بخاری (8/130) میں نقل کیا ہے کہ اس میں اشکال ہے اور بعض سلف سے اس روایت کے متعلق انکار بھی نقل کیا ہے اور فرمایا کہ امام شعبی نے عبد بن حمید کی روایت جو کہ النضر بن شمیل سے اور اس نے ابن عون سے بیان کی ہے اس آیت کے عبداللہ بن سلام کے متعلق نازل ہونے کا انکار کیا ہے کیونکہ عبداللہ بن سلام مدینہ میں ایمان لائے اور یہ سورت مکی ہے اور پھر اس کی تاویل میں مردود مکر و فریب بھی نقل کیا ہے۔

اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر (4/168) میں کہا کہ یہ آیت مکی ہے اور عبداللہ بن سلام کے اسلام سے قبل نازل ہوئی اور عبداللہ بن سلام [23] کے فضائل میں یہ حدیث ہمارے نزدیک باطل ہے صحیح نہیں۔

2 حافظ ابن حجر نے فتح الباری (10/230) میں اس حدیث کی شرح میں جس میں حضور ﷺ پر جادو کا ذکر ہے کہ یہ معوذتین کے نزول کا سبب ہے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ

معوذتین مکہ میں نازل ہوئیں اور سحر والا واقعہ مدینہ کا ہے۔[24]

کفر پر موت کے متعلق بقیہ احادیث کا رد وجواب

امام بخاری نے صحیح بخاری[25] میں تین احادیث ذکر کی ہیں جن سے حضرت ابوطالب کے کفر اور آپ کے جہنمی ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے ان میں سے ایک حدیث کو زہری نے ابن مسیّب اور اس نے اپنے والد سے روایت کیا ہے اور اس میں حضرت ابوطالب کے کفر کے ثبوت میں دو آیتوں کے نزول کا ذکر ہے اس حدیث کے متعلق ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں اور اسے باطل اور مردود قرار دے چکے ہیں اور باقی دو احادیث یہ ہیں۔

ایک عبداللہ بن حارث کی حدیث ہے وہ کہتا ہے ہم سے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے حضورﷺ سے عرض کیا آپﷺ اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچا ئیں گے کیونکہ وہ آپﷺ کا دفاع کرتے تھے اور آپﷺ کی خاطر ناراض ہوتے تھے تو حضورﷺ نے فرمایا وہ کم ترین آگ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے۔

ہمارے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے مناسب نہیں کہ وہ حضورﷺ سے کہیں کہ آپ اپنے چچا کو کیا فائدہ دیں گے اگر مباحثانہ پہلو سے دیکھا جائے تو اس حدیث کو ابن سعد نے الطبقات (1/125) میں روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضورﷺ سے عرض کیا ما ترجو لابی طالب آپﷺ حضرت ابوطالب کے لئے کیا امید رکھتے ہیں تو حضورﷺ نے فرمایا کل الخیر ارجو من ربی میں اپنے رب سے ہر طرح کی خیر کی امید رکھتا ہوں۔

یہ الفاظ صحیحین کی روایت کے مخالف ہیں اور جن روایات کو مخالفین بیان کرتے ہیں اور واویلا

مچاتے ہیں قواعد کے مطابق یہ الفاظ ان روایات پر اضطراب کا حکم لگاتے ہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا راوی جو کہ عبداللہ بن حارث بن نوفل ہے اموی المشرب تھا اس کی ماں ہند بنت ابوسفیان معاویہ کی بہن تھی اور یزید بن معاویہ کی موت کے بعد اہل بصرہ اسی پر متفق ہوئے عبداللہ بن زبیر نے اسے برقرار رکھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے دادا کے چچا تھے اس عبداللہ بن حارث نے بہت سی مشکل اور منکر روایات بیان کی ہیں جن پر ہمارے نزدیک سوالیہ نشان ہیں خاص طور پر وہ روایات جو صفات [26] کے متعلق ہیں یہ کعب الاخبار الکمال میں ہے (14/396)۔

2 امام بخاری اور امام مسلم (بخاری 3885، مسلم 210) نے حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضورﷺ کو فرماتے سنا جب کہ حضورﷺ ان سے اپنے چچا کا ذکر کر رہے تھے حضورﷺ نے فرمایا شاید ان کو قیامت کے دن میری شفاعت نفع دے اور انہیں ہلکی سی آگ کی طرف منتقل کر دیا جائے آگ ان کے ٹخنوں تک ہوتی جس سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔

اس حدیث کا جواب کئی طرح سے دیا جاسکتا ہے۔

1 یہ روایت قرآن مخالف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلق فرمایا:

فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے، نہ ان پر (موت کا) فیصلہ کیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ ان سے عذاب میں سے کچھ کم کیا جائے گا، اسی طرح ہم ہر نافرمان کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

سورۃ، فاطر، آیت 36

اورفرمایا:

لَا يُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ وَهُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُونَ ..[28]

جوان سے ہلکانہیں کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہوکر پڑے رہیں گے

سورۃ،الزخرف،آیت 75

اورفرمایا:

يُرِيۡدُونَ أَن يَخۡرُجُواۡ مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِيۡنَ مِنۡهَا وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ..[29]

وہ چاہیں گے کہ (کسی طرح) دوزخ سے نکل جائیں جب کہ وہ اس سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

سورۃ،المائدۃ،آیت 37

اورفرمایا:

فَمَا تَنفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيۡنَ ..[30]

انہیں کوئی نفع نہیں پہنچائے گی

سورۃ،المدثر،آیت 48

اوراس کے علاوہ کئی اور آیات بھی ہیں اور حضرت ابوطالب کے مومن نہ ہونے اور ان کے کفر کے قائلین اس حدیث کی وجہ سے کہتے ہیں حضورﷺ کی شفاعت کی وجہ سے حضرت ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوگی ہم ان سے کہتے ہیں کہ شفاعت کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ شفاعت اللہ کی مرضی کے مطابق ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يَشۡفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارۡتَضَى وَهُم مِّنۡ

خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ

وہ (اللہ) ان چیزوں کو جانتا ہے جو ان کے سامنے ہیں اور جو ان کے پیچھے ہیں اور وہ (اس کے حضور) سفارش بھی نہیں کرتے مگر اس کے لئے (کرتے ہیں) جس سے وہ خوش ہو گیا ہو اور وہ اس کی ہیبت وجلال سے خائف رہتے ہیں۔

سورۃ، الانبیاء، آیت 28

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُواْ لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّؤُواْ مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيْهِمُ اللّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُم بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ

ترجمہ:۔ اور (یہ بے زاری دیکھ کر مشرک) پیروکار کہیں گے: کاش! ہمیں (دنیا میں جانے کا) ایک موقع مل جائے تو ہم (بھی) ان سے بے زاری ظاہر کر دیں جیسے انہوں نے (ج) ہم سے بے زاری ظاہر کی ہے، یوں اللہ انہیں ان کے اپنے اعمال انہی پر حسرت بنا کر دکھائے گا، اور وہ (کسی صورت بھی) دوزخ سے نکلنے نہ پائیں گے۔

سورۃ، بقرہ، آیت 167

اہل اصول متفق ہیں کہ خبر واحد جب نص قرآن جو کہ قطعی ہے اس کے مخالف ہو تو اس سے استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔[(32)]

[(33)] دوسری بات یہ کہ اس حدیث کو ابن عدی نے اپنی کتاب **الکامل فی الضعفاء** میں عبداللہ بن خباب کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے اور فرمایا یہ ظاہر ہے کہ عبداللہ بن خباب کی منکر روایات میں سے ہے اور ابن عدی نے اسکے ترجمے میں زکر کیا ہے کہ الھاد

کہ سعدی کہتے ہیں خباب جس سے ابن الھاد روایت کرتا ہے محدثین اس کے دادا اور اس کے احوال سے واقف نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت جو کہ صحیح مسلم میں ہے اس میں حضور ﷺ نے فرمایا **وجدتة فی غمرات من النار فاخرجته الی ضحضاح** میں نے ابوطالب کو آگ کی گہرائیوں میں پایا تو انہیں ہلکی آگ کی طرف نکال لیا جبکہ دوسری روایت میں ہے

لعله تنفعه شفاعتی یوم القیامه فیجعل فی ضحضاح من النار ، شاید انہیں قیامت کے دن میری شفاعت نفع دے اور انہیں ہلکی آگ کی طرف منتقل کر دیا جائے ۔ یہ تو صریح تناقض ہے

قابل توجہ بات

یہ کس قدر عجیب وغریب بات ہے جو روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے ابن ابی سلول منافق کی نماز جنازہ پڑھی (**والمنا فقون فی الدرک الاسفل من النار**) جبکہ منافق تو آگ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اس کے لئے اپنی مغفرت طلب کی اسے اپنی قمیص پہنائی جیسا کہ صحیحین کی روایات میں ہے۔

پس اللہ تعالیٰ اس سے کئی سال قبل کفار کے لئے مغفرت طلب کرنے سے حضور ﷺ کو منع فرما چکا تھا جن میں سے ایک ابوطالب بھی تھے تو اس کے بعد حضور ﷺ کیسے ابن ابی سلول کے لئے دعائے مغفرت کر سکتے ہیں اور کیسے اللہ کے حکم کی مخالفت کر سکتے ہیں۔

یہ وہ دلائل ہیں جن کی بنا پر حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی روایات کا باطل ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

---

(1)الفتح الباری ابن حجر حدیث نمبر 3883 کی شرح سے قبل باب ابی طالب فی کتاب مناقب الانصار

(2)البدایہ والنھایۃ ابن کثیر 3/133

حسن

(3)ابن حبان فی الصحیح 18/7083558،

ابن ابی شیبہ 269/6اور 337/7

السنن الکبری بیہقی 209/8

مسند احمد 404/1،ابن ماجہ 150،امام حاکم 283/3،والبز ار 233/5وغیرہ

(4)بخاری 3883و مسلم 209

(5)بخاری سے ثابت شدہ ہے 1009اور ابن حجر فتح الباری 496/2

(6)البدایہ والنیایہ 57/3

(7)بخاری 1009سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے،البخاری والمسلم ،الاصبھانی نے دلائل النبوہ 183/1ابن حجر نے الفتح الباری 295/2 دلائل النبوہ بیہقی وغیرہ

(8)بخاری 933،1013،1015،1020،1021،1033،3582،6093،6342و مسلم 897وغیرہ

(9)رواہ ابن عدی فی الکامل 409/408-3

(10)ابن حجر الاصابہ 236/7

فتح الباری 410/13

(11)التحفۃ الطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ 12/1،حافظ سخاوی،الاستقصا لاخبار دول المغرب الاقصی 67/1

للناصری،لسان العرب لابن المنظور 112/13

حسن

(13)الطبرانی فی الاوسط 141/4

ابونعیم فی الحلیہ 308/8،مجمع الزوائد 15/6 وغیرہ

(14)اس روایت کا راوی،المسیب ھوالزھری،جو کہ اموی مشرب ہے مزید دیکھیں ذھبی کی سیر النبلا 331/5،صفحہ

447......زھری کی بہت سے تفردات ہے جن سے امت میں نزاع پیدا ہوا۔

الفتح الباری 7986/359/16 وھو من بلاغات الزھری ولیس موصولا

(15)عدم صحۃ الحدیث مسلم 986،صحیح شرح العقیدہ الطاویۃ 84/86

(16)صحیح شرح العقیدہ الطاوی صفحہ 82 سے 95

(17)عبداللہ بن الخلیل الراوی عن سیدنا علی علیہ السلام،ثقہ ہے ذھبی،وابن حبان ثقہ ۹۲/۵،ترمذی 3101 حسن

(18)صحیح شرح العقیدہ الطعاویہ 481/486

(19)قال الماوردی فی تفسیرہ 659/4

(20)تفصیل کے لیے صحیح شرح العقیدہ الطحاویۃ 84/86

(21)الحاکم المستدرک 489/4 نعیم بن حماد فی الفتن 131/1

حافظ ابن حجر الفتح الباری 11/13،مسند احمد،والبزار 159/6 والضیا فی المختارۃ 310/9،مجمع الزوائد 641/5 قال ان رجال الصحیح

(22)احمد فی المسند 194/6، بخاری کتاب الصیام,1926

(23)العلوذھبی 24/26

(24)صحیح شرح الطحاویۃ ص401/402

(25)دیکھیں فتح الباری3885-3883/193/7 کتاب مناقب

(26)اس پر تحقیق کتاب العلو،الحدیث رقم19,154149,259,278

(27)فاطر36 (28)الزخرف75

(29)البقرہ167

(30)المائدہ37

(31)المدثر38

(32)خطیب بغدادی الفقیہ والتفقہ 132/1اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے دفع شبہ التشبیہ باکف التنزیہ،27/45 ص اور مقدمہ کتاب صحیح شرح العقیدہ الطحاویۃ 12

[33] **کتاب الکامل فی الضعفاء**

[34]اس حوالہ سے علامہ منظور احمد لکھتے ہیں حضرت سیدی خواجہ غلام یٰسین سجادہ نشید بارگاہ عالیہ فیضیہ شاہ جمالیہ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میرے والدمکرم عاشق رسول عارف مقبول حضرت قبلہ سیدنا ومولانا فیض محمد شاہ جمالی مجھے فلاں (جس کا نام فقیر فیضی کو بھول گیا)منتہی کتاب پڑھا رہے تھے، اس میں ہدایت کا مسئلہ چلا، آپ نے فرمایا انک لاتھدی من احبیت ولکن اللہ یعدی من یشا کا مطلب عرفاء کے قول کے مطابق یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی ہدایت کو اپنی ہدایت بتا رہا ہے یعنی اے محبوب جس کو آپ ہدایت دیتے ہیں۔ آپ نہیں دیتے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے، آپ کا ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا ہدایت دینا ہے۔ فرمایا یہ آیت وما

رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کی طرح ہے۔ وہاں رمی سید عالم کو اپنی رمی کہا گیا، یہاں ان کی ہدایت کو اپنی ہدایت۔ خلاصہ یہ کہ حضور ایسے فنا فی اللہ کے مقام میں ہیں۔

کہ دونوں کی رمی و ہدایت میں یک جہتی واتحاد ہے وہاں مارمیت یہاں لاتہدی وہاں اذ رمیت، یہاں من احببت، وہاں ولکن اللہ رمی، اور یہاں ولکن اللہ یھدی من یشاء ثم رایت نحوہ فی جواہر البحار جلد۳ص۶۲ ۲ للنبھانی قدس سرہ النورانی فاحفظ فانہ قال القاری فی المرقات جلد۵ص۳۶۴ باب فضائل سید المرسلین فصل اول نحوہ انظر وعبارتہ فی الملحقہ لیکن یہ خیال رہے کہ علمائے ظاہر و علمائے باطن کے دونوں جوابوں کا خلط ملط نہ ہو۔خصوصا لفظ احببت پر، کیونکہ یہ قانون ہے، لا مناقشۃ فی الاصطلاح اور بعض علماء اہلسنت ابوطالب کے معاملہ کو معمہ سمجھتے ہوئے توقف کرتے ہیں۔کما قال الشیخ المحقق فی مدارج النبوت ۱۲، محمد منظور احمد فیضی علیہ الرحمہ نے اس بات کو بیان کیا

پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ کی لکھی، سیرت النبی سے انتخاب

لازوال محبت اور قربانیوں کی تاریخ

والله لبئس ماتسومونني اتعطوفی ابنکم اغذوه لکم و اعطیکم ابنی
تقتلونه هذا والله مالا یکون ابدا

''بخدا! تم میرے ساتھ بہت برا سودا کر رہے ہو۔ مجھے تو اپنا بیٹا دے رہے ہو کہ میں اس کی خاطر ومدارات کروں اور اس کی پرورش کروں اور اس کے بدلے میں میرا بیٹا لینا چاہتے ہو تا کہ تم اس کو قتل کر دو بخدا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔''

جب دن بدن کشیدگی میں اضافہ ہوتا گیا۔ حالات سنگین تر ہونے لگے عداوت کی آگ تیزی سے بھڑکنے لگی۔ ایک دوسرے کی کھل کر مخالفت ہونے لگی۔ حضور سرور دو عالم ﷺ کے کئی قریبی رشتہ دار بھی حضور کی مخالفت میں پیش پیش تھے اس تکلیف دہ ماحول سے متاثر ہو کر حضرت ابو طالب نے ایک قصیدہ لکھا جس میں اس طوطا چشمی پر ان رشتہ داروں کو عار دلائی، اس قصیدہ کے چند شعر آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سرکار کی شان میں قصیدے لکھنا انکا دفاع کرنا فتح و نصرت کیلئے قربانیاں

اری اخوینا من ابینا و امنا اذا سیلا قالا الی غیرنا امر

''میں اپنے دو سگے بھائیوں کو دیکھتا ہوں جب ان سے صورت حال کے بارے میں پوچھا جاتا

ہےتو کہتے ہیں ہمارے بس میں کچھ نہیں سب کچھ دوسروں کے اختیار میں ہے۔‘‘

بلی لهمما امرو لکن تجرجما　　　　کماجرجمت من راس ذی علق مخر

’’ان کے بس میں تو سب کچھ تھا۔لیکن وہ دونوں اپنے مقام سے گر پڑے جیسے ذی علق پہاڑ سے پتھر لڑھک جاتا ہے۔‘‘

اخص خصوصا عبد شمس و توفلا　هما نبذانا مثل ماینبیذ الجمر

’’میں خاص طور پر عبد شمس اور نوفل کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں اس طرح دور پھینک دیا ہے، جس طرح دہکتے ہوئے انگارے کو دور پھینک دیا جاتا ہے۔‘‘

کفار مکہ کا وفد تیسری بار جب حضرت ابوطالب کے پاس گیا اور عمارہ کی پیش کش کی جسے آپ نے ٹھکرا دیا۔تو حالات اور کشیدہ ہو گئے اور کفار نے متحد ہو کر اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت کے پروگرام بنانے شروع کیے۔

’’حضرت ابوطالب نے محسوس کیا کہ میں تنہا کفر کی اجتماعی یلغار کو نہیں روک سکتا چنانچہ آپ نے ایک قصیدہ لکھا اور اس میں بنو ہاشم اور بنی مطلب کی غیرت وحمیت کو للکارا کہ جس طرح دوسرے قبائل حضورﷺ کی مخالفت اور عداوت میں متحدہ ہو گئے ہیں ہمیں بھی آپ کے دفاع کے لئے متحدہ محاذ بنانا چاہیے وہ قصیدہ کافی طویل ہے اس کے چند اشعار نمونہ پیش خدمت ہیں،آپ فرماتے۔

ولما رایت القوم لا ودفیهم　وقد طاوعوا کل أمر العدو المزایل

’’جب آپ نے قوم کو دیکھا کہ ان میں محبت کا نام ونشان باقی نہیں رہا انہوں نے محبت وقرابت کے سارے رشتے توڑ دیئے ہیں۔‘‘

وقد صارحونا بالعداوة والاذیٰقد طالوعوا الغر العدد المزابل

''اورانہوں نے کھلم کھلا ہماری دشمنی اور ایذا رسانی شروع کردی۔اورانہوں نے ہمارے دشمن کا حکم ماننا شروع کردیا۔''

وقد حالفوا قوما علینا اظنة　　　یعضون غیظا خلقنا بالاناما

''انہوں نے ہمارے دشمنوں کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کرلیاہے اور ہمارے پس پشت غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔''

صبرت لهم نفسی بصمراء سمحة　　　وابیض عضب من تراث المعادل

''میں نے اپنے نفس کوصبر کی تلقین کی اورمیرے ہاتھ میں گندم گوں لچک دار نیزہ تھااورسفید کاٹنے والی تلوار جو بزرگ سرداروں سے ہمیں ورثہ میں ملی تھی۔''

واحضرت یضدالبیت رهطی واخواتی　　　وامسکت من اتوبه بالوسائل

''میں نے بیت اللہ شریف کے پاس اپنی قوم اوراپنے بھائیوں کوجمع کیااورمیں نے بیت اللہ کے سرخ دھاریوں والے غلاف کوپکڑلیا۔''

کذبتم وبیت الله نترک مکة　　　ونظمن الا امر کمفی بلابل

''خانہ خدا کی قسم !تم نے جھوٹ بولا ہے کہ ہم مکہ کوچھوڑ جائیں گےاور یہاں سے کوچ کر جائیں گے یہاں تک کہ تمہاری حالت مضطرب ہو جائے اورتمہاری اینٹ سے اینٹ بجادی جائے۔''

شعب ابی طالب

حضرت ابوطالب کو جب کفار قریش کی اس گھناؤنی سازش کا علم ہوا تو انہوں نے قبیلہ بنو ہاشم کے تمام افراد کو اکھٹا کیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ عہد کریں کہ وہ اپنی جانیں قربان کردیں گے۔ لیکن حضورﷺ کا بال بھی بیکا نہیں ہونے دیں گے۔ بنو ہاشم کے سارے قبیلہ نے حضرت ابوطالب کی اس تجویز کی بھرپور تائید کی بنو مطلب کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی سرکار دو عالم ﷺ کو دشمنوں کے شر سے بچانے کے لئے سردھڑ کی بازی لگانے کا پختہ وعدہ کیا۔

علامہ بلاذری انساب الاشراف میں لکھتے ہیں۔

وعبدالمطلب افی الشعب بابن احیہ وبینی ہاشم دبلی المطلب وکان امرھم واحداوقال نموت من مند اخرنا قبل ان یوصل رالی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

''حضرت ابوطالب اپنے پیارے بھتیجے، بنی ہاشم بن مطلب کی معیت میں اس گھاٹی میں منتقل ہوگئے جو شعب ابی طالب کے نام سے مشہور تھی اوران سب نے یہ معاہدہ کیا کہ جب تک ہم میں سے ایک فرد بھی زندہ رہا ہم کفار کو حضور پر دست دراز کی اجازت نہیں دیں گے۔

دو اونچے پہاڑوں کے درمیان جو گھاٹی یا تنگ میدان ہوتا ہے اسے عربی میں شعب کہتے ہیں کہ گھاٹی حضرت ابی طالب کو ورثہ میں ملی تھی اور آپ کی ملکیت تھی اور شعب ابی طالب کے نام سے مشہور تھی۔

بنو ہاشم میں سے ابولہب وہ بدبخت تھا۔ جس نے کفار کے ساتھ موافقت کی۔ اوراس پر اس کو ندامت نہیں۔ فخر تھا۔ تعبہ کی بیٹی ہندہ سے اس کی ملاقات ہوئی تو بڑے فخر سے اسے کہنے لگا۔

''اے عتبہ کی بیٹی! کیا میں نے اپنی قوم بنی ہاشم کا ساتھ چھوڑ کر لات وعزی کی نصرت کا حق ادا کیا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا بے شک اللہ تجھے جزائے خیر دے۔''

قریش کی یہ کوشش تھی کہ کوئی غیر قریشی ان کی اس سازش کو عملی جامہ پہنائے اور اس قاتل کی جان بچانے کے لئے انہیں اگر بنو ہاشم کو کئی گنا خون بہا ادا کرنا پڑے تو وہ بصد مسرت خون بہا ادا کر دیں گے۔''

زندگی بھر قربانیاں دیں

حضرت ابوطالب کو ہر وقت فکر رہتی تھی کہ مبادا کوئی بدبخت ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے اس لئے وہ ہر احتیاطی تدبیر بروئے کار لاتے ۔ اور اس میں ذرا تساہل نہ کرتے یہاں تک کہ حضور سرکار دو عالم ﷺ کی استراحت کے لئے ایک بستر بچھایا جاتا۔ حضور اس پر تھوڑی دیر آرام فرماتے ۔ جب لوگ سو جاتے تو مشفق چچا حضور کو وہاں سے اٹھاتے اور کسی دوسری جگہ جہاں حضور کی شب بسری کے لئے بستر بچھایا گیا ہوتا وہاں لے جا کر سلا دیتے اور حضور کے پہلے بستر پر اپنے بیٹوں میں کسی بیٹے کو یا اپنے بھائیوں میں سے کسی بھائی کو سلا دیتے ۔

زندگی بھر سختیاں برداشت کیں

علامہ سہیلی لکھتے ہیں کہ ''الصحیح میں ہے کہ شعب میں محصورین کو بڑی مصیبت اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا وہاں وہ درختوں کے پتے اور بیری کے پتے کھا کر گزارہ کرتے ۔ جب وہ قضائے حاجت کرتے تھے تو بکریوں کی مینگنیوں کی طرح خشک مادہ خارج ہوتا تھا ان محصورین میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے آپ سے مروی ہے آپ نے کہا کہ میں ایک دن از حد بھوکا تھا رات کو اندھیرے میں میرا پاؤں کسی گیلی چیز پر آ گیا میں نے اسے اٹھا کر منہ میں ڈالا اور نگل لیا۔ مجھے

اتنی ہوش بھی نہ تھی کہ میں پتہ کرتا کہ وہ کیا چیز ہے اور اب تک مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ۔ یونس حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک رات میں پیشاب کرنے کے لئے باہر نکلا اور جب میں پیشاب کرنے لگا تو جہاں میرا پیشاب گر رہا تھا وہاں کسی چیز کی مجھے آواز آئی میں نے اٹھایا تو اونٹ کے خشک چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ میں نے اسے لیا پھر اسے دھویا پھر اسے جلا کر راکھ کیا پھر اسے کوٹا پھر اسے پانی میں ملا دیا تین دن تک اسے کھاتا رہا۔'' (الروض الأنف جلد127/2)

ہمیشہ ساتھ دیا اور کبھی ساتھ نہیں چھوڑا

جب مخالفین اپنے عناد پر اڑے رہے اور حضور نبی کریمﷺ کے خلاف اپنی مہم کو تیز تر کرنے کا اعلان کر دیا تو حضرت ابوطالب نے کہا۔

یا معشر قریش علام نحصر و تحبس وقد بان الامر وتبین انکم اولی یالظلم و القطیعة والا سیاء ة

''اے گروہ قریش! کس گناہ کے باعث تم نے ہمارا محاصرہ کیا ہوا ہے اور ہمیں قید میں رکھا ہوا ہے حالانکہ تم پر حقیقت ظاہر ہو چکی ہے۔ اور تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم ہی ظالم ہو تم ہی قطع رحمی کرنے والے ہو اور تم ہی برا معاملہ کرنے والے ہو۔''

پھر آپ اور آپ کے ساتھی کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹ گئے اور گڑگڑا کر دعا مانگی۔

اللھم انصرنا علی من ظلمنا وقطع ارحامنا و استحل مایحرم علیه منا

''اے اللہ! جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہماری قطع رحمی کی ہے اور جو چیز ان پر حرام تھی وہ

انہوں نے حلال بنالی ہے یا اللہ ایسے لوگوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔(سبل الھدی و الارشاد جلد دوم صفحہ 505/506)

اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ فریاد کرنے کے بعد پھر وہ شعب ابی طالب میں واپس آگئے اور محصوروں اور محبوسوں کی طرح زندگی گزارنے لگے۔

بهترین قصیده

حضرت ابوطالب کو یہ اندیشہ لاحق ہوگیا کہ کہیں ابولہب وغیرہ کی انگیخت پر عرب کے عوام بھی اپنے بتوں کے لرزتے ہوئے خدائی کے تخت کو سہارا دینے کے لئے جوش میں آکر ہمارے دشمنوں کے ساتھ نہ مل جائیں اور سب مل کر ہم پر حملہ نہ کردیں آپ نے اس وقت ایک فقید المثال قصیدہ لکھا جس میں لوگوں کو حق کی حمایت کے لئے ابھارنے کے ساتھ ساتھ اپنے اس پختہ عزم کا بھی بڑی جرأت سے اظہار کیا کہ وہ کسی قیمت پر حضور کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔حافظ ابن کثیر نے اس قصیدہ کے بارے میں اپنی رائے کا یوں اظہار فرمایا ہے۔

وھی قصیدة عظیمة بلیغة جدا لا یستطیع ان یقولها الا من نسبت الیه وھی افحل من المعلقات السبع و ابلغ فی تادیة المعنی و الاشبه ان ابا طالب انما قالها بعد دخولها الشعب و ذکرها هنا انسب

”یہ قصیدہ بلند مرتبہ،ازحد بلیغ ہے ابوطالب کے بغیر اور کوئی ایسا قصیدہ نہیں لکھ سکتا۔یہ معلقات سبع سے بھی زیادہ پرمغز اور پر معنی ہے۔اور اغلب یہ ہے کہ حضرت ابوطالب نے یہ قصیدہ اس وقت لکھا جب وہ شعب میں محصور کردئے گئے تھے اس لئے اس قصیدہ کو یہاں ذکر کرنا مناسب ہے۔“(السیرۃ النبویۃ ابن کثیر جلد 1/491)

سبل المدی والرشاد کی جلد دوم کے صفحات ۵۰۶۔۵۰۷اور۵۰۸ پر یہ قصیدہ مرقوم ہےاس کے چنداشعار کا ترجمہ بطورتبرک پیش خدمت ہیں۔

''اے میرے دوستو! میرے کان ایسے ملامت کرنے والے کی ملامت کوغور سے سننے والے نہیں ۔خواہ وہ سچ کہے یا غلط

''اللہ کے گھر کی قسم! تم جھوٹ کہتے ہو کہ ہم مکہ کو چھوڑ کر چلے جائیں گےاور یہاں سےسکونت ترک کردیں گےمگر یہ کہ تمہارے حالات پراگندہ و پریشان ہوجائیں۔''

''اللہ کے گھر کی قسم! تم جھوٹ کہتے ہو کہ ہم (سیدنا) محمد (فداہ روحی) کو چھوڑ دیں گے۔جب تک کہ ہم اس کے دشمنوں کو اپنے نیزوں سے گھائل نہیں کریں گے اور ان سے جنگ نہیں کرینگے۔''

''اور اللہ کے گھر کی قسم! تم جھوٹ کہتے ہو کہ ہم حضور کو تمہارے حوالے کردیں گے جب تک ہماری لاشیں اس کے اردگرد پڑی ہوئی نہ ہوں۔ہم اپنے بچوں اور بیویوں سے بھی ان کے لئے بے پراہ ہوجائیں گے۔''

''وہ گوری رنگت والا جس کے روشن چہرے کے صدقے۔بارش کی دعا کی جاتی ہے۔جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کی عصمت ہے۔''

''بنی ہاشم کے جو لوگ فقر و افلاس سے ہلاک ہونے لگتے ہیں تو وہ اس کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اس کے پاس آ کر انہیں ہر طرح کی نعمتیں اور آسائشیں نصیب ہوتی ہیں۔''

''میری زندگی کی قسم! میں تو (سیدنا) احمدﷺ اور ان کے بھائیوں سے عشق کی حد تک محبت کرتا ہوں۔ جس طرح ایسا محبت جو ہمیشہ محبت کی راہ پر گامزن رہتا ہے۔''

''آپ کی ذات سارے اہل جہاں کے لئے حسن و جمال ہے اور سب کے لئے زینت ہے اگرچہ دھوکہ باز دشمن اس کو ناپسند ہی کریں۔'' (السیرۃ النبویۃ ابن کثیر جلد 1 صفحہ 486 تا 491)

ابو زھرہ کا ایمان پر کلام

علامۃ العصر محمد ابو زہرہ رحمہ اللہ اپنی سیرت کی نادرہ روزگار کتاب ''خاتم النبیین'' میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ میں ان کی اس تصنیف لطیف کے ایک اقتباس کا ترجمہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں شاید اس موضوع پر شک و شبہہ کی جو گرد پڑی ہوئی ہے وہ چھٹ جائے اور حقیقت کا رخ زیبا بے حجاب ہو جائے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کرنے کے بعد اس کا خلاصہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

اس بحث سے ہم تین نتائج تک پہنچے ہیں ان میں سے دو مسلمہ ہیں اور تیسرا محل نظر ہے۔

پہلا نتیجہ تو یہ ہے کہ ابو طالب اسلام کے حامی تھے نبی کریمﷺ اور مسلمانوں کا دفاع کیا کرتے

اپنے اشعار میں انہوں نے حضور کی دعوت کی جو مدح وثناء کی ہے ذات رسالت کے لئے اور صحابہ کرام کے لئے جس محبت اور پیار اور شفقت کا اظہار کیا ہے اور مخالفین کی کذب بیانیوں کی جس شدومد سے تردید کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور صادق ہیں۔ راشد ہیں یعنی حضور سچے ہیں اور راہ ہدایت پر ہیں۔

دوسرا مسلمہ نتیجہ یہ ہے کہ جب موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضور ﷺ کے اس مطالبہ کی صفائی پیش کی جو آپ نے مشرکین مکہ سے کیا تھا اور دعوت محمدی کے بعد یہ کہیں معلوم نہیں کہ آپ نے بتوں کی توصیف کی ہو۔ ساری زندگی حضور ﷺ کی معیت میں اذیتیں برداشت کرتے رہے۔ اس کے ساتھ اس پاکیزہ محبت اور اس شفقت ظاہرہ کو بھی ملحوظ رکھتے جو انہیں ذات پاک نبی کریم ﷺ سے تھی۔

تیسرا نتیجہ جو محل نظر ہے وہ یہ ہے کہ کیا آپ نے اپنی زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ بے شک ایک روایت ایسی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی زبان سے یہ کلمہ پڑھا اور یہ وہی روایت ہے جس کے راوی حضرت عباس ہیں۔

بعض لوگوں نے اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام رفیع پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ حضرت عباس کو جھوٹ سے متہم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس بات کی پناہ مانگتے ہیں کہ آپ کی ذات کی طرف جھوٹ کی نسبت کریں خواہ اسلام سے پہلے ہی ہو۔ کیوں کہ آپ ان قریش کے سرتاج اور سردار تھے۔ اور ایک عام عربی بھی جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت:

ای عم فانت فقلها استحل لک بها الشفاعة یوم القیمة

''اے چچا! آپ یہ کلمہ کہیے اس سے قیامت کے دن آپ کے لئے میری شفاعت روا ہو جائے گی۔''

یا ابن اخی لو لا مخافة السبة علیک و اعلی بنی ابیک من بعدی و ان تظن قریش انی انما قلتها جزعا للموت لقلتها لا اقولها الا لاسرک بها

''اے میرے بھتیجے! اگر اس کا بات خوف نہ ہوتا کہ میرے مرنے کے بعد تمہیں اور تیرے بھائیوں کو لوگ مطعون کریں گے اور قریش یہ گمان کریں گے کہ میں نے یہ کلمہ موت کے ڈر سے پڑھا ہے تو میں ضرور پڑھتا، اور میں یہ کلمہ صرف تمہیں خوش کرنے کے لئے پڑھتا۔''

جب موت کا وقت قریب آ گیا تو حضرت عباس نے دیکھا کہ وہ اپنے ہونٹ ہلا رہے ہیں انہوں نے کان لگا کر سنا اور عرض کیا۔

یا ابن اخی و اللہ لقد قال اخی الکلمة التی امرته ان یقولها

''اے میرے بھتیجے! بخدا! میرے بھائی نے وہی کلمہ پڑھا ہے جس کے پڑھنے کا آپ نے انہیں حکم دیا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لم اسمع میں نے نہیں سنا۔ (السیرۃ النبویۃ ابن کثیر جلد 2 صفحہ 123)

ایمان کو مخفی رکھنے کی حکمت

شیخ ابو زہرہ لکھتے ہیں کہ ابو طالب نے اس مصلحت کے تحت اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا۔ کیوں کہ اگر آپ مسلمان ہونے کا اعلان کر دیتے تو پھر جس طرح وہ حضور کا دفاع کر رہے تھے وہ نہ کر سکتے۔ کئی عظیم ہستیوں کے مسلمان ہونے کے باوجود بھی کفار کا ظلم و ستم جاری رہا۔ حضرت

ابوطالب اگر اپنے اسلام کا اعلان کردیتے تو وہ حضور کی حمایت اور دفاع نہ کرسکتے شیخ موصوف کی عبارت ملاحظہ ہو۔

من هذا تعرف حكمة الله تعالىٰ فى ان ابا طالب لم يعلن اسلامه مع حمايتهه للنبى صلى الله عليه و سلم اذ انه لو اعلن الاسلام لحاربوه مع من اذدامن اتباع النبى صلى الله عليه و سلم الذين لم يرعوا فيهم الا و ذمة.

''اس سے اللہ تعالیٰ کی اس حکمت کا پتہ چلتا ہے جس کی وجہ سے ابوطالب نے حضور کی حمایت کے باوجود اسلام کا اعلان نہ کیا۔ کیوں کہ اگر وہ اسلام کا اعلان کردیتے تو کفاران کے ساتھ بھی اسی طرح برسرپیکار ہوجاتے، جس طرح وہ دوسرے حضور کے پیروکاروں کے ساتھ برسرپیکار تھے، اوران کی ایذا رسانی میں انہیں نہ کسی رشتہ داری کا پاس تھا اور نہ کسی وعدہ کا۔''

پیر کرم شاہ الازھری علیہ رحمہ کا ایمان پر کلام

حضرت ابوطالب نے عمر بھر اپنی جان سے عزیز بھتیجے کی خدمات جس وفا شعاری سے انجام دیں اس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی ملنی مشکل ہے اعلان نبوت کے بعد سرکار دو عالم کو جن خارہ گداز مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا ان میں آپ نے حضور کو بھی تنہا نہیں چھوڑا۔ ساری قوم کی مخالفت اور عداوت مول لی لیکن حضور کی رفاقت سے منہ نہیں موڑا۔ اپنا اثر ورسوخ اپنا مال و متاع، اپنے اہل وعیال، سب کو حضور کے دفاع کے لئے وقف کردیا۔ شعب ابی طالب کی طویل اور روح فرسا تنہائی میں۔ ساری مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ ہر قدم پر حضور کا ساتھ دیا ہر

نازک سے نازک مرحلہ پر دشمنوں کے ہر وار کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے اپنے خطبات میں حضور کی مدحت سرائی کرتے رہے ۔طویل قصیدے لکھے ۔جن میں آج بھی ہاشمی و مُطلبی فصاحت کے انوار و مک رہے ہیں ۔ان قصائد میں ایسے اشعار موزوں کیے جنہوں نے بلغاء عرب اور فصحاء حجاز کو دم بخود کر دیا ان تمام قصائد میں حضور کی تعریف و توصیف کے ایسے سچے موتی پروئے جن کی چمک کے سامنے آسمان کے ستارے خجل ہیں ۔محبت و عقیدت کے پھولوں سے ایسے گلدستے تیار کیے جن کی مہک سے آج بھی مشام جان معطر ہو رہی ہے ۔جن کی نظر افروز رنگت آج بھی آنکھوں کو ضیاء بخش رہی ہے ۔ان کے سارے کلام میں کہیں بت پرستی اور بت پرستوں کی ستائش نام کی کوئی چیز نہیں ۔وہ اپنی عملی زندگی میں اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کے سامنے ہمیشہ ایک چٹان بن کر کھڑے رہے ۔جب آپ بستر مرگ پر پیک اجل کا انتظار کر رہے تھے ۔اہل مکہ کا وفد حاضر ہو کر گزارش کرتا ہے ہمارے درمیان اور اپنے بھتیجے کے درمیان مصالحت کرا دیجئے ۔مصالحت کے لئے حضور انہیں کلمہ شہادت پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں وہ برا فروختہ ہو کر چلے جاتے ہیں ۔ابو طالب حضور کی اس دعوت کے بارے میں اپنی زندگی کے آخری لمحات میں یوں اظہار فرماتے ہیں ۔

واللہ ومارایتک سالتھم شططا

اور دم واپسیں سے پہلے اپنے قبیلہ کے افراد کو جو آپ نے آخری وصیت کی ہے اس کا مطالعہ آپ کر چکے ہیں صرف اس جملہ پر ایک نظر ڈال لیجئے ۔

یامعشرقریش ابن ابیکم ، کونو الہ ولاۃ ولحربہ حماۃ واللہ لا یسئلک احد منکم سبیلہ الا رشد ولا یاخذ احد بھدیہ الا سعد

''اے گروہ قریش! یہ تمہارے باپ کے بیٹے ہیں ان کے دوست بن جاؤ ۔جنگوں میں ان کے

حامی بن جاؤ، بخدا! تم میں سے جو شخص ان کے راستہ پر چلے گا ہدایت پائے گا۔ اور جو شخص ان کی ہدایت کو قبول کرے گا وہ سعادت مند ہو جائے گا۔"

اس کے بعد آپ کے بے شمار اشعار میں سے مندرجہ ذیل چند شعر پڑھئے، اور کہنے والے کے ایمان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں آپ کو آسانی ہوگی۔

الم تعلموا انا وجد نا محمدا　　　نبیا کموسی خط فی اول الکتب

"کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے (سیدنا) محمد ﷺ کو موسیٰ کی طرح نبی پایا ہے اور یہ بات پہلی کتابوں میں لکھی گئی تھی۔"

فلسنا ورب البیت نسلم احمدا　　　لعزا من بعض الزمان ولا کرب

"اس گھر کے رب کی قسم! ہم وہ لوگ نہیں ہیں کہ (سیدنا احمد) احمد ﷺ کو تمہارے حوالے کر دیں زمانے کی شدتوں اور تکلیفوں سے تنگ آ کر۔"

ایک اور قصیدہ میں شان محمدی کو یوں اپنی کوثر و سلسبیل سے دھلی ہوئی زبان میں بیان فرماتے ہیں۔

وابیض یستقی الغمامه بوجهه　　　ثمال الینا فی وعصمة للا رامل

"وہ روشن چہرے والے جن کے چہرے کے وسیلہ سے بادل طلب کیا جاتا ہے جو یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی آبرو ہے۔"

وہ ہستی جس کا کردار اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں یہ تھا اور جس کا منظوم کلام اس قسم کے در ہائے شہسوار سے بھرا ہوا ہے ایسی ہستی پر کفر و شرک کا الزام لگانا بڑا کٹھن کام ہے۔

سیدنا ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

اے گروہ قریش! تمہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے چن لیا ہے۔تم سارے عرب کا دل ہو۔ یہ اچھی طرح جان لو کہ تم نے تمام اچھی صفات اپنے اندر جمع کر لی ہیں شرف وعزت کے لئے تمام مدارج تم نے پالئے ہیں انہیں گونا گوں خوبیوں کی وجہ سے تمہیں دوسری قوموں پر برتری حاصل ہوئی..... میں تمہیں اس مکان (بیت اللہ شریف) کی تعظیم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اسی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔اور اسی پر تمہاری معاش کا دارومدار ہے اور اسی سے تمہارا دبدبہ قائم ہے۔ قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا قطع رحمی سے باز رہنا، کیوں کہ صلہ رحمی سے زندگی طویل ہوتی ہے۔اور دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ بغاوت سرکشی کو ترک کر دینا کیوں کہ اسی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں۔ جو دعوت دے اس کو قبول کرنا۔سائل کو خالی نہ لوٹانا، کیوں کہ اسی میں زندگی اور موت کی عزت ہے۔ سچ بولنا، امانت میں خیانت نہ کرنا اور ان خوبیوں کی وجہ سے خواص کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔اور عوام کے دلوں میں عزت۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ (سیدنا) محمد ﷺ کے ساتھ بھلائی کرنا۔ کیوں کہ سارے قبیلہ قریش میں وہ الامین کے لقب سے ملقب ہے اور سارے اہل عرب اسے الصدیق کہتے ہیں ۔جن خصائل حمیدہ کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے۔ وہ ان تمام کا جامع ہے بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے مفلسوں اور ناداروں نے دور دراز علاقوں میں رہنے والوں نے۔ کمزور اور ضعیف لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا ہے۔اس کے دین کی تعظیم کی ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کی برکت سے وہ لوگ قریش کے سردار بن گئے ہیں اور قریش کے سردار پیچھے رہ گئے ہیں ان کے محلات غیر آباد ہو گئے ہیں۔عرب کے سارے باشندے ان کے ساتھ دل سے محبت

کرنے لگے ہیں اپنے دلوں کو اس کی محبت وعقیدت کے لئے انہوں نے مخصوص کر دیا ہے۔ اور اپنی زمام قیادت اس کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

اے گروہ قریش! اپنے باپ کے بیٹے کے مددگار اور دوست بن جاؤ۔ جنگوں میں اس کے حامی اور ناصر بن جاؤ۔ خدا کی قسم جو شخص اس کی راہ پر چلے گا ہدایت پا جائے گا۔ اور جو اس کے دین ہدایت کو قبول کر لے گا وہ نیک بخت اور بلند اقبال بن جائے گا اگر میری زندگی میں کچھ گنجائش ہوتی اور میری موت کچھ تاخیر ہوتی تو میں ساری جنگوں میں اس کی کفایت کرتا اور تمام آلام ومصائب سے اس کا دفاع کرتا۔

اس وصیت کے بعد آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی ۔ (سبل الھدی و الرشاد جلد 2 صفحہ 565)

علامہ آلوسی کی نصیحت

علامہ آلوسی کہتے ہیں: حضرت ابوطالب کے ایمان کا مسئلہ اختلافی مسئلہ ہے اور جو لوگ آپ کے ایمان کے قائل نہیں انہیں بھی یہ مناسب نہیں کہ اپنی زبان پر کوئی ناروا جملہ لے آئیں کیونکہ اس سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو اذیت پہنچتی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ حضور سرور دو عالم کا دل مبارک بھی رنجیدہ ہوتا ہو۔ ہر عقل مند آدمی جانتا ہے کہ ایسے نازک مقامات پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ (روح المعانی سورہ قصص آیت 55)

دیوبندی تفسیر عثمانی

دیوبندی تفسیر عثمانی میں ہے کہ ”جو کچھ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا احادیث صحیحہ میں موجود ہے

۔اس سے زائد اس مسئلہ میں کلام کرنا اور ابو طالب کے ایمان وکفر کو خاص موضوع بحث بنالینا غیر ضروری ہے۔بہتر یہی ہے کہ اس قسم کی غیر ضروری اور پر خطر مباحث میں کف لسان کیا جائے۔

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کا نظریہ و نصیحت

فرمایا میں حضرت ابو طالب کو بلا لفظ حضرت کے ذکر نہیں کرتا۔صرف اس تبلس کی وجہ سے جو ان کو حضور پر نور سرور کائنات ﷺ سے ہے اور اسی تعلق کے سبب حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں گفتگو کرنے کو بہت خطرناک سمجھتا ہوں کیوں کہ ایک حدیث میں آیا ہے لاتسبوا الاموات فتؤ ذوالاحیاء اور ظاہر ہے کہ کسی کے والدین کو یہ کہنا کہ بدمعاش کافر تھے اس سے اولاد کو طبعی طور پر رنج ہوتا ہے۔اس قاعدہ سے حضور ﷺ کو بھی رنج ہوتا ہوگا۔اور قرآن شریف میں ہے:

ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ ، الآیۃ

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے والدین کے بارے میں بلاضرورت گفتگو کرنا باعث تاذی رسول ہے۔

(الکلام الحسن ملفوظات مولوی اشرف علی تھانوی ص ۱۶ مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، لاہور)

آخری بات جو لوگ عدم ایمان کے قائل ہیں ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان باتوں شواہد قرائن و دلائل پر غور و فکر کریں اور کچھ نہیں کر سکتے تو سکوت و احترام کریں اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم جو لوگ ایمان کے قائل ہیں ان کو ہرگز

طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے سے پرہیز اور شدت پسندی کو ترک کر کے برداشت کا مادہ پیدا کریں اور اختلاف کو برداشت کرنا کا سلیقہ و حوصلہ پیدا کرنا چاہیے۔امید ہے تعصب کو نظر انداز کر کے ان مباحث پر پر غور و فکر کریں گے۔

آپ کے خیر خواہ

مقدر بنتا ھے اجدادِ نبی تکریم سے

ہم کو درس ملتا ہے مرشد کی تعلیم سے
مقدر بنتا ہے اجدادِ نبیؐ کی تکریم سے

آیا ہے پاک صلبوں سے نورِ نبیؐ
جگمگا رہا ہے یہ شجرہ اسمائے عظیم سے

کہہ نہیں سکتا وہ اجدادِ نبیؐ کو کافر کبھی
محبت ہے جسکو اللہ اور رسولؐ کریم سے

مُلّا کو فکر نہیں اجدادِ نبیؐ کی توہین سے
محروم ہے معرفتِ نبیؐ کی تعلیم سے

ھے نقش سینۂ نبی پر عظمت بو طالبؑ کی

ہے دینِ محمدیؐ پر عنایت بو طالبؑ کی
مخفی تو نہیں کسی پر سخاوت بو طالبؑ کی

سرپرستِ نبیؐ میں دستخط بو طالبؑ کی
بمنزلۂ پدرِ نبیؐ ذاتِ محبت بو طالبؑ کی

یاد کرو مومنو! گھڑی شعبِ بو طالبؑ کی
تھی دشمنوں پر طاری ہیبت بو طالبؑ کی
مقبول دعاءِ بارانِ رحمت بو طالبؑ کی
ختمِ قحط ہے بڑی کرامت بو طالبؑ کی
تھی حضورؐ پر گراں وفات بو طالبؑ کی
عام الحزن بن گیا منقبت بو طالبؑ کی
ہوئی جس پر طاری عداوت بو طالبؑ کی
کرگئی اس کو ناریٔ طاقت بو طالبؑ کی
صباؔ بتادے ہوبات عزتِ بو طالبؑ کی
یکجان ہے سب ذریت بو طالبؑ کی!

ابو طالب عباس هیں عم نبی و علی کے

ابو طالبؑ عباسؓ ہیں عم نبیؐ و علیؑ کے
ان کے آگے جھکتے ہیں سر ہر ولی کے

آدمی کا چچا مانند ہے اس کے ابّا جی کے
یہی اقوال ہیں ہمارے نبیؐ الہاشمی کے
بو طالبؑ ہیں بمنزلہ ابا جانی ، شاہؐ مدنی کے
توہینِ بو طالبؑ بمعنی ہے توہین نبیؐ کے
سیدو کا کام نہیں جدِ نبیؐ پر فتویٰ بازی کے
یہ کام ہیں خوارج کے یا بیکار کے
امت کا سیدو پر غیر سید کو ترجیح دینا نیا نہیں
چودہ سو سال سے یہ تماشے ہیں امتی کے
پھر کہیں گے اللہ جانے کن گناہو کی سزا ہے
کیوں مبتلا ہیں ہم عذاب مالی و جانی کے
صباؔ امتی ہے نبیؐ کی، نا کہ کسی مولوی کی
اس کو پیارے ہیں چچا رسولؐ عربی کے

فدائے سید ہر دوسرا ابو طالب
نثار خواجۂ گلگوں قبا ابوطالب
نگار روئے نسیم ثناء ابو طالب
بہار گلشن مہر و وفا ابو طالب
ہوئے ولائے نبیؐ میں فنا ابو طالب
فنا میں پا گئے واللہ بقاء ابو طالب
سخن وران زمانہ میں سب سے پہلے ہیں
شہ مدینہ کے مدحت سرا ابو طالب
ہوئے ہیں کوکب تابندہ چرخ الفت کے
وہ پاسبان حرم ماہ لقا ابو طالب
نبی ہے مشعل راہ از برائے مشتاقاں
تیرے پیار کی پیاری ادا ابو طالب
رہے گا حشرتک ضوفشاں میرے دل میں
تمہاری یاد کا روشن دیا ابو طالب
فقط عوام ہی کیا کتنے ہی علم رہے
تمہاری شان سے نا آشنا ابو طالب
حسنؔ تھے پیکر اخلاص اہل ایمان میں
پدر علیؑ کے نبیؐ کے چچا ابو طالب

استادالعلماء مولانا حسن دین ہاشمی سابق شیخ الفقہ جامعہ عباسیہ بہاولپور

اشهد ان لا الٰه الا الله
قضية سياسية و ليست دينية
یہ مسئلہ دینی نہیں بلکہ سیاسی ہے جس کو امت مسلمہ میں پیدا کیا گیا تاکہ
نبی کریم کے خاندان کی شان و عظمت کو کم کیا جا سکے.
ایمان ابي طالب رضي الله عنہ حضرت ڈاکٹر محمد طاہر القادری حفظ اللہ کی نظر میں
ایمان ابي طالب کے اثبات میں ستر شواہد و قرائن ملتے ہیں
نور العرفان
Noor ul Irfan
Noorulirfan92@gmail.com